Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

مسند ابو ہریرہ کے مضامین سیرت

شفیق الرحمٰن عامر، پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفوراعوان

ABSTRACT-Today we see that Muslim ummah is facing humiliation through out the world. Inspite of having all resources and power Muslims are look down upon by the non-Muslims cummnity mostly every where in the world. The main cause of existing is our over dependence on non-muslim countries. We find that, we have lagged much behind from our main charter of life i.e teaching of Islam. If we meet the gap between teaching of Islam and our modern style, we can overcome all problems and fulfill all deficiencies present in our life and can come out of the state of humiliation, rather we can dominate and be able to lead the world. In this perspective it is necessary to find the way out from Seerah of our great Holy Prophet (ﷺ). In this paper, we have presented the Seerah in light of traditions of Hazrat Abu Huraira (R.A). If we seek guidance from these traditions for our daily life, we can make progress in every field.

Key words: Traditions, humuliations, life style, teaching of Islam.

Type of study: **Original research paper**

Paper received: 23.04.2017

Paper accepted: 28.05.2017

Online published: 01.07.2017

1.M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan.

2.Dean, Faculty of Management, Social Sciences and Humanities, Institute of Southern Punjab, Multan. Ghafoor70@yahoo.com.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

سیدنا ابو ہریرہ کا مختصر تعارف:

حضرت ابو ہریرۃؓ کے نام و نسب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔آپؓ کا نام گرامی عبدغنم، کسی میں عبداللہ، عبدالشمس اور کہیں عمیر کا ذکر بھی ملتا ہے ۔آپؓ کے اسم گرامی عبدالشمس کو درست تسلیم کیا گیا ہے۔ قول راجح کے مطابق آپؓ کا خاندانی نام عبدالشمس تھا ۔ اس بارے میں خود ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

كان اسمي في الجاهلية عبد شمس بن صخر فسمي في الاسلام عبد الرحمن و انما كنوني بابي هريرة۔[1]

(حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میرا نام عبدشمس بن صخر تھا۔ اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے میرا نام عبدالرحمن اور کنیت ابوہریرۃؓ رکھی۔) کنیت کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ رات کو اس کو ایک درخت میں رکھتا تھا اور صبح بکریاں چراتے وقت ساتھ رکھتا اور اس سے کھیلتا۔ لوگوں نے میرے اس لگاؤ کی وجہ سے مجھے ابو ہریرۃؓ کہنا شروع کردیا۔[2]

ولادت:

سیدنا ابو ہریرہ کی ولادت ہجرت نبوی ﷺ سے ۲۳ برس قبل ہوئی۔[3]

خاندانی پس منظر:

حضرت ابو ہریرہؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے قبول اسلام کے بعد بارگاہ نبوت کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت ابو ہریرۃؓ کا تعلق ملک یمن کے ایک قبیلہ دوس سے تھا جس کا وفد ۷ ھ میں بارگاہ نبویﷺ میں پہنچا۔[4] اس قبیلہ کا سربراہ طفیل بن عمرو تجارت کی غرض سے یمن سے مکہ آتے رہتے تھے۔ یہ شخص شعر و شاعری کا خاص ذوق رکھتا تھا ، اس کے انداز گفتگو سے پتہ چلتا تھا کہ یہ ایک دانش مند انسان ہے۔ آپؓ نے ہجرت سے قبل مکہ میں اسلام قبول کیا۔

فلما هاجر النبیﷺ الى المدينة هاجر اليه الطفيلؓ بن عمروؓ،وهاجر معہ رجل من قومہ۔[5]

(جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت طفیل بن عمروؓ نے اپنی قوم کے ایک مہاجر کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔)

وسعت علم:

حضرت ابو ہریرۃؓ نےبارگاہ نبوتﷺ سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کا علمی ذوق وشوق بڑھتا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں نمایاں علمی مقام کی حامل شخصیت ہیں۔ آپؓ نے اپنے علمی ذوق و شوق کے عین مطابق علم حاصل کیا۔علم میں ہر قسم کے علوم قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ پرآپؓ کو خاص عبور حاصل تھا ۔امام ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

کیا ہے۔ ابو ہریرہؓ تم ہم میں سے رسول ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے اور آپﷺ کی حدیث کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہو۔[6] ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی زندگی کے شب و روز گزارے۔ نبی کریمﷺ کے ارشادات کو غور سے سنتے اور ان کو یاد رکھتے تھے۔ مکحولؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

'' ایک رات لوگ وعدہ کے مطابق قبہ میں جمع ہوگئے تو ابوہریرہؓ ان میں کھڑے ہوگئے اور صبح تک رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے رہے۔''[7]

حضورنبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ نے اشاعت دین کا فریضہ احسن انداز سے سر انجام دیا۔ جب بھی موقع ملتا لوگوں کی حضورﷺ کی احادیث کی روشنی میں راہنمائی کرتے۔

آپؓ کی مادری زبان عربی تھی لیکن آپؓ کو فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا ۔ فارسی زبان میں روانی سے بات چیت کرلیتے تھے۔ دوسرے مذاہب کے بارے میں بھی آپ ؓ کافی معلومات رکھتے تھے ، خاص طور پر تورات کے مسائل کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔

حضرت کعب بن احبار ؓ نے نقل کیا ہے:

میں نے ابو ہریرہؓ کے سوا کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو تورات پڑھے بغیر اس کے مندرجات سے آگاہ ہو۔[8]

جب آپؓ کواسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا تو ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے حضور ﷺ کے ارشادات کو غور سے سنتے لیکن حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے بھول جاتے ۔ آپؓ نے اپنا یہ مسئلہ حضورﷺ سے بیان فرمایا۔ آپﷺ نے فرمایا :

''ابو ہریرہ ؓ ، چادر بچھاؤ میں نے چادر بچھائی تو آپﷺ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر اس چادر میں ڈال دی پھر فرمایا اس چادر کو لپیٹ لو اور چادر کو سینے سے لگاؤ میں نے اسکو سینے سے لگالیا اس کے بعد کوئی ارشاد نہیں بھولا۔''[9]

ابو صالح ؒ کا یہ قول بہت مشہور ہے۔

''ابو ہریرہؓ صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ صحابہ میں سب سے افضل ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ وہ حفظ حدیث میں سب سے بڑھ گئے ۔''[10]

امیر معاویہؓ کے عہد میں امیر مدنیہ حاکم بن مروان نے آپ ؓ کو بلایا اور حفظ حدیث کا امتحان لینا چاہا ۔ معتمد کاتب ابو الز عیزعہ کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور حکم دیا جو حدیث ابو ہریرہ ؓ سے پوچھوں جس طرح انہیں روایت کریں لکھ لینا۔ اس کاتب نے ایسا ہی کیا۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

ابو الزعیزعہ کا بیان ایک سال بعد آپؓ کو پھر بلایا۔ مروان وہی احادیث پھر پوچھنے لگا جو پچھلے سال پوچھی تھیں۔ یہاں تک کہ تمام احادیث سن لیں ۔ ابو ہریرہؓ نے تمام احادیث بلاکم وکاست کے بیان کیں ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں ۔ ''انہوں نے یہ کوئی زیادتی اور نہ کسی کلمے کو آگے پیچھے کیا'' ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ رکھا۔[11]

خدمت حدیث:

آپؓ نے علم حدیث کو ذوق و شوق سے حاصل کیا۔ اس علم کے حصول کے بعد اس کو عوام الناس تک پہنچانے کا حق بھی احسن انداز سے ادا کیا۔ علم کے حصول کے بعد اشاعت حدیث کا فریضہ انجام دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جب بھی موقع ملتا لوگوں کو حضورﷺ کی احادیث سناتے ۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد خدمت حدیث کا فریضہ سر انجام دیا۔ مکحول الدمشقیؒ کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے طے کیا کہ وہ فلاں رات امیر معاویہ کے تعمیر کئے ہوئے فلاں قبہ میں آکر ان سے حدیث سنیں گے ابو ہریرہؓ تشریف لائے رات بھر لوگوں کو حدیثیں سناتے رہے۔[12]

امام بخاریؒ نے فرمایا:

حضرت ابوہریرہؓ سے آٹھ سو یا اس سے بھی زیادہ لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔[13]

طلحہؓ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابوہریرہؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی طلحہؓ کے پاس سے گزرا اور ابوہریرہؓ کے بارے میں کہا کہ یہ تو بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ تو طلحہؓ نے کہا کہ ہم نے بھی ویسے ہی سنا جیسے انہوں نے سنا لیکن ہم بھول گئے اور انہوں نے یاد رکھا۔[14]

وفات:

آپؓ نے ۷۸ سال عمر پائی۔[15]

سیرت کا لغوی مفہوم:

سیرت کے معنی حالت،رویہ، طریقہ، چال، کردار۔ خصلت اور عادت کے ہیں۔ اس کے اردو میں مختلف معانی سامنے آتے ہیں۔ تعمیر سیرت ، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، حسن سیرت، اور بد سیرت کے ہیں۔ لفظ سیرت بعض اوقات واحد کے طور پر اور بعض اوقات جمع سیر کے ساتھ اہم شخصیات کی سوانح حیات اور اہم تاریخی واقعات کے بیان کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔

سیرت کے لغوی معنی عادت، خصلت، گُن ،وصف، ہنر ، انفرادی کردار اور رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی (سیرت طیبہ) کے ہیں۔ جبکہ سیرت کی جمع سیر ہے۔[16] قرآن مجید آخری اور مقدس کتاب ہے جو

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی اگر اس مقدس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجیدمیں لفظ سیرہ صرف ایک جگہ آیا ہے۔

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْأُوْلىٰ۔[17]

ترجمہ: ہم اسے بھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔

سیرت رسول ﷺ کے بارے میں ہمارا یہ عقید ہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات تمام قسم کی خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت تمام نوع انسانی کے لیے مشعل راہ ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

لفظ سیرت کا استعمال اب اصطلاح کے طور پر صرف حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک و مقدس زندگی کے لیے مستعمل ہے۔ جب کہ کسی اور شخصیت کے حالات کے لیے لفظ سیرت کا استعمال قریباً متروک ہو چکا ہے۔ اب اگرمطالعہ سیرت یا کتب سیرت جیسی کتابوں کے ساتھ نبی کریمﷺ کا نام نبی، پیغمبر استعمال نہ بھی کئے جائیں تو قاری سمجھ جاتا ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ بلکہ کبھی کبھار لفظ سیرت کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی اصطلاحی معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ پروفیسر چوہدری غلام رسول کے مطابق ایک طویل تاریخی عمل کے بعد لفظ سیرت ایک اصطلاح بن گیا ، اب جس جگہ بھی سیرت کا استعمال ہو گا۔ اس سے مراد رسول ﷺ کے اقوال و اعمال ہیں۔ لہذا سیرت رسول ﷺ کے اقوال و اعمال اور دیگر احوال کے مجموعہ کا نام ہے۔[18]

مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت:

حضور ﷺ کی ذات گرامی کا مطالعہ کرنا ایک عالمگیر ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کا اخلاق و کردار ہر دور کے انسانوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر وہ شخص جو مسلم و غیر مسلم ہو اس کے لیے سیرت نبویﷺ کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے جو دین اسلام کو جاننے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا خواہش مند ہو کے لیے سیرت طیبہﷺ کا مطالعہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات گرامی کو وہ مقام عطا کیا ہے جو کائنات میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا :

لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌحَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوْاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرَ۔[19]

ترجمہ: تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جسے اللہ سے ملنے اور آخرت کے دن کے آنے کی امید ہے، اللہ کے رسول کی پیروی کرنا بہتر ہے۔

چنانچہ آج کے دور میں امت مسلمہ کو بہت سے چیلنجز در پیش ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل سیرت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں مخفی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا[20]

سیرت نگاری کے مآخذ

عام طورپر سیرت نگار مندرجہ ذیل مآخذ سے استفادہ کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم، کتبِ حدیث ان کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے اپنی کتاب اسوۂ کامل میں سیرت کے درج ذیل مآخذ بیان کیے ہیں:

''کتب سیرت، مغازی،کتب دلائل النبوۃ، کتب شمائل و فضائل نبویﷺ ،تفاسیر ،کتب تاریخ الحرمین الشریفین،کتب تاریخ اسلام،ادب و شاعری،دستاویزات سیرت، معاہدات، خطبات، مکاتیب وغیرہ،کتب انساب ،کتب جغرافیہِ عرب،اسماء الرجال،قصص الانبیاء والمرسلین،علم الناسخ والمنسوخ ،کتب مذاہب مقدسہ، علم لغت، علم التقویم و التوقیت، علم قرأت و لہجات عرب، ادب جاہلی،علم آثار قدیمہ،علم آثار صحابہ و صحابیات حکمت وعلم نفسیات۔''[21]

مذکورہ مرویاتِ سیرت سے راہنمائی کی صورتیں:

سیدنا ابوہریرہؓ کی مرویات سے اہم مضامینِ سیرت بیان کئے گئے ہیں جن سے عصرِ حاضر میں راہنمائی کی کئی صورتیں اخذ کی جا سکتی ہیں۔ ان مرویات سے درج ذیل معاملات میں رہنمائی اخذ کی گئی ہے:

۱۔پاکیزگی و طہارت کے سلسلہ میں رہنمائی:

دینِ اسلام روحانی پاکبازی کے ساتھ ساتھ جسمانی اور لباس کی پاکیزگی اور طہارت کا تاکید کے ساتھ درس دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں احادیثِ مبارکہ میں بہت واضح احکام ملتے ہیں۔

۱۔ مغربی لباس پہن کر کھڑے ہوکر ٹوائلٹ استعمال کرنا۔ اس سے جسم اور لباس دونوں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں کموڈ کا استعمال بھی ناپاکی کا سبب بنتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں کھڑے ہو کر رفعِ حاجت کی بالکل بھی اجازت نہیں دیتا اورہر حال میں اپنے لباس کو پاک صاف رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ O وَالرُّجْزِ فَاهْجُرْ O [22]

ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

۲۔ واش روم میں پانی کی بجائے ٹشو پیپر کا استعمال بھی ایک بے احتیاطی کا عمل ہے جو کہ پاکیزگی کو اکثر برقرار نہیں رہنے دیتا۔سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّﷺ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَکَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ۔[23]

(رسول اللہ ﷺنے قضائے حاجت کی۔ پھر لوٹے سے استنجا کیا۔ پھر زمین پر اپنا ہاتھ ملا۔)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ استنجا کرنے کے لیے پانی کے ساتھ اگر مٹی کا استعمال بھی ہو تا یہ صفائی کے لیے زیادہ مناسب ہے،جیسا کہ آپﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

۳۔ دیہاتوں میں عام طور پر لوگ رفعِ حاجت کے بعد گوبر یا ہڈی وغیرہ استعمال کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ اسلام ان چیزوں کے استعمال کی ممانعت کرتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے، آپؓ بیان فرماتے ہیں:

اتَّبَعْتُ النَّبِيَّﷺ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ وَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ۔[24]

(نبی ﷺحاجت کے لئے نکلے ۔ آپ کی عادت تھی کہ ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو کر قریب پہنچ گیا، آپ نے مجھ سے فرمایا پتھر تلاش کردو، تاکہ میں ان سے پاکی حاصل کروں، یا اس کی مثل کوئی لفظ فرمایا: اور ہڈی اور گوبر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے کپڑے میں پتھر رکھ کر آپ کے پاس لے گیا اور ان کو میں نے آپ کے پہلو میں رکھ دیا اور میں آپ کے پاس سے ہٹ آیا، پس جب آپ قضائے حاجت کر چکے تو ان پتھروں کو استعمال کیا۔)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کے پاکی حاصل کرنے کے لیے مٹی کے ڈھیلے ،پتھر وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

۲۔نماز کے متعلق رہنمائی:

مسلمان ہونے کے بعد نماز دینِ اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سات سو سے زیادہ بار نماز قائم کرنے کا کہا گیا ہے۔دورِ حاضر کی صورت حال یہ ہے کہ اس فرض کی ادائیگی میں امتِ مسلمہ سست روی کا شکار ہے جوکہ نہایت فکر انگیز بات ہے۔ قرآنِ مجید میں اس سلسلے میں واضح احکامات کے ساتھ ساتھ رسول اللہﷺ نے بھی نماز کا اہتمام نہ کرنے والوں کے لیے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ۔[25]

(ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اولا لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اس کے بعد حکم دوں کہ عشاء کی نماز کوئی دوسرا شخص پڑھائے اور میں خود کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر ایسے لوگوں کے گھروں تک پہنچوں جو عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ فربہ ہڈی یا وہ عمدہ گوشت میں ہڈیاں پائے گا تو یقینا عشاء کی نماز میں آئے۔)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو جماعت کی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔کیونکہ جماعت کی نماز چھوڑنے والے پر آپﷺ کی سخت ناراضگی ہے۔ یہ ایسے نمازیوں کے بارے میں ہے جو ادائیگی میں کوتاہی اور لاپرواہی برتتے ہیں ۔ ان کے بارے میں رسول اللہﷺ نے بھی سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّﷺ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّﷺ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنْ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ ذَلِکَ فِي صَلَاتِکَ كُلِّهَا۔[26]

(رسول اللہ ﷺ(ایک مرتبہ) مسجد میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺکو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جا نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسے اس نے پہلے پڑھی، پھر آیا اور نبی ﷺکو سلام کیا، آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر ادا نہیں کرسکتا۔ لہٰذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے، آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، اس کے بعد جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہوجاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ

اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔) چنانچہ معلوم ہوا کہ نمازی کو نماز نہایت اطمینان اور سکون،وقار سے ادا کرنی چاہیے تاکہ ہر ہر رکن صحیح طور پر ادا ہوجائے۔

۳۔جنائز کے متعلق معلومات:

ہم آئے روز کسی نہ کسی عزیز یا رشتہ دار کا جنازہ پڑھتے ہیں، لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم میں سے بیشتر لوگوں کو نہیں پتا کہ نمازِ جنازہ میں کیا پڑھنا ہے۔اللہ کے رسولﷺ نے ہمیں نمازِ جنازہ کی دعا سکھائی جس کا ہمیں سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت سے پتا چلتا ہے۔آپؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک جنازہ کی نماز میں یہ دعا پڑھی:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ۔[27]

(اے اللہ! تو بخشش فرما دے ہمارے زندوں کی اور ہمارے مردوں کی ہمارے چھوٹوں کی اور ہمارے بڑوں کی ہمارے مردوں کی اور ہماری عورتوں کی ہمارے موجود لوگوں کی اور ہمارے غائبین کی۔ اے اللہ! تو ہم سے جس کو زندہ رکھے اس کو ایمان پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے اس کو اسلام پر موت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد گمراہ نہ کر۔)

مذکورہ روایت میں جنازے کی دعا کا ذکر ہے۔ مزید بر آں ان مرویاتِ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال کر جانے والوں کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا چاہیے نہ کہ برائیوں کا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قَالَ مَرُّوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءُ۔[28]

(ایک مرتبہ لوگ رسول اللہ ﷺکے ساتھ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے۔ لوگوں نے مرنے والے کی تعریف کی اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا واجب ہوئی۔ (مغفرت اور جنت) لوگ پھر دوسرے جنازے کے پاس سے گزرے اور اس کی برائی بیان کی آپ نے فرمایا واجب ہوئی (آگ یعنی دوزخ) اس کے بعد آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک دوسرے پر گواہ ہے۔) آپ ﷺ کے عمل سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی اگر لوگ تعریف کریں تو وہ اس کے نیک ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اگر برے تذکرے ہوں تو اس کا بد ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ میت کی خوبیوں کو بیان کیا جائے نہ کہ برائیوں کو۔

۴۔زکوۃ و صدقات سے متعلق رہنمائی:

زکوۃ اسلام کا ایک اہم بنیادی رکن ہے جس کا شریعتِ مطہرہ نے تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ أَقِيمُوا الصَّلاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَ ارْكَعُوا مَعَ الرّاكِعِينَ O [29]

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

لیکن آج کل صورتِ حال یہ ہے کہ ہم زکوۃ کو بچانے کے لیے کسی بھی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور ایک ثانوی درجہ دیتے ہیں ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِﷺ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيئُ هَذَا بِتَمْرِهِ وَهَذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذَلِكَ التَّمْرِ فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍﷺ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ۔[30]

(رسول اللہ ﷺکے پاس کھجور کے کٹنے کے وقت کھجور کا پھل لایا جاتا، کبھی یہ شخص اپنی کھجور لے کر آتا اور کبھی دوسرا شخص اپنی کھجور لے کر آتا، یہاں تک کہ کھجور کا ڈھیر لگ جاتا، حسنؓ اور حسینؓ ان کھجوروں سے کھیلنے لگے اور ان میں سے ایک نے کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی، تو جب رسول اللہ ﷺنے دیکھا تو کھجور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد ﷺصدقہ نہیں کھاتے۔) لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ آل محمد کے لیے زکوۃ ، صدقات جائز نہیں کیونکہ ان کے لیے پاکیزہ مال ہوتا ہے اور یہ مال کی میل کچیل ہے۔

۵۔جہاد کے متعلق معلومات:

جہاد دینِ اسلام کی کوہان اور دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت ہے۔ اللہ نے اپنے پیغمبرﷺ کو فرمایا کہ اپنی جماعت کو جہاد کی ترغیب دیں :

يَآ يُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ط [31]

ترجمہ: اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

چنانچہ رسول اللہﷺ نے اس فرض کو احسن طریقے سے نبھایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى[32]

(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مالوں کو بچا لیا مگر کسی حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا۔)

اسی ضمن میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِﷺ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ۔[33]

(ایک شخص رسول اللہ ﷺکے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی عبادت بتائے جو جہاد کے ہم مرتبہ ہو۔ آپ ﷺنے فرمایا کہ ایسی عبادت تو کوئی نہیں لیکن کیا تم یہ کر سکے ہو۔ کہ جب مجاہد جہاد کیلئے نکلے تو اپنی مسجد میں جائے اور نماز پڑھنے کھڑا ہوجائے اور سست نہ ہو اور برابر روزے رکھے۔ کوئی روزہ نہ چھوڑے ۔اس نے عرض کیا کہ حضرت ایسا کون کر سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓکہتے تھے کہ مجاہد کا گھوڑا جب اپنی رسی میں بندھا ہوا چرنے کیلئے چلتا پھرتا ہے تو اس گھوڑے کے ہر ہر قدم پر مجاہد کیلئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔) اس روایت سے معلوم ہوا کہ جہاد ایک اہم رکن ہے اور اس کو سرانجام دینے کے لیے جو آلات استعمال ہوتے ہیں سواری وغیرہ ان پر اجرو ثواب ہے حتی کہ جو گھوڑا جہاد کے لیے پالا جاتا ہے اس کے ہر ہر قدم پر اللہ تعالی نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

٦۔خرید و فروخت سے متعلق رہنمائی:

دینِ اسلام لین دین کے معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹانے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرض واپس لیتے ہوئے یا واپس دیتے ہوئے کسی قسم کی بے قاعدگی کی صورت میں جذباتی ہونے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً۔[34]

(ایک شخص نبی ﷺکے پاس تقاضا کرنے کے لئے آیا، اور شدت اختیار کی، صحابہ نے اسے مارنا چاہا تو رسول اللہ ﷺنے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، جس کا حق ہوتا ہے وہ اسی طرح گفتگو کرتا ہےپھر فرمایا: کہ اس کی عمر کا اونٹ دیدو، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺاس کی عمر کا تو نہیں لیکن اس سے زیادہ کا ہے۔ آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو، تم میں بہتر وہی شخص ہے جو اچھے طور پر قرض کو ادا کرے۔)

اس سے معلوم ہوا ہے کہ ادائیگی میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیے اگر کوئی مطالبہ میں سختی کرے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ عصرِ حاضر میں ملاوٹ تو ایک معمولی سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ، رویوں میں ملاوٹ، سچ میں جھوٹ کی ملاوٹ ، یہ سب معمول کی باتیں ہیں۔ خریدو فروخت میں خالص چیزیں نجانے کہاں سے ملتی ہیں۔ جبکہ اسلام نے ملاوٹ کرنے والوں کی سخت حوصلہ شکنی کی ہے ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے:

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

رَسُولَ اللَّهِﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ فَأَخْبَرَهُ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ۔[35]

(جناب رسول اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا ۔آپ نے اس سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح فروخت کرتے ہو ؟اس نے آپ کو بتلا دیا (لیکن کچھ غلط بیانی سے کام لیا) اس دوران آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اپنا دست مبارک اس غلہ کے اندر داخل کریں۔ جب حضور نے اپنا دست مبارک اس غلہ میں داخل کیا تو وہ اندر سے گیلا اور تر نکلا تو رسول اللہ ﷺنے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔) مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ معاملات میں دیانت داری سے کام لینا چاہیے۔ملاوٹ اور دھوکہ دہی کا انجام بہت برا ہے۔

۷۔کھانے کے بارے میں مرویات سیرت:

اسلام میں مہمان کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن دورِ جدید میں کسی کے پاس مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے ٹائم ہی نہیں ہے اور اکرامِ مہمان تو دور کی بات۔ اس کے علاوہ اسلام سادہ اور دکھاوے سے پاک طرزِ زندگی اپنانے کا درس دیتا ہے لیکن آج کے دور میں دیگر لوازمات اس قدر شامل ہو گئے ہیں کہ کسی کی مہمان نوازی بے حد مشکل بنا لی گئی ہے۔ حالانکہ اسلام مہمان کو ماحضر پیش کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ان مرویات سے ہمیں یہ بھی راہنمائی ملتی ہے کہ شراب نوشی قوم کی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔عصرِ حاضر میں مہمان کو اللہ کی رحمت کا سبب سمجھنے کے بجائے ایک زحمت تصور کیا جاتا ہے اور اس کی خاطر مدارت کا چنداں خیال نہیں رکھا جاتا۔ جبکہ تاریخِ اسلام میں صحابہ کرام نے ایسی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جن پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر ڈالی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِﷺ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي فَقَالَ هَيِّئِي طَعَامَكِ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِﷺ فَقَالَ ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ۔[36]

(ایک آدمی نبی ﷺکے پاس آیا۔ آپ ﷺنے اپنی ازواج کے پاس اس کا کھانا منگانے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے تو نبی ﷺنے فرمایا کون ہے؟ جو اس مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے یا یہ فرمایا کہ کون ہے؟ جو اس کی میزبانی کرے۔ ایک انصاری نے عرض

کیا کہ میں۔ پس وہ اسے اپنی زوجہ کے پاس لے گیا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺکے مہمان کی خوب خاطر کرنا۔ اس نے کہا ہمارے ہاں تو صرف بچوں کا کھانا ہے تو انصاری نے کہا :تم کھانا تو تیار کرو اور چراغ روشن کرو ۔بچے اگر کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا ۔چنانچہ اس بی بی نے کھانا تیار کر کے چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر وہ گویا چراغ کو ٹھیک کرنے کے لئے کھڑی ہوئی۔ مگر اسے گل کر دیا۔ اب وہ دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ دکھاتے رہے کہ کھانا کھا رہے ہیں حالانکہ (درحقیقت) انہوں نے بھوکے رہ کر رات گذار دی۔ جب وہ انصاری صبح کو آپ ﷺکی خدمت میں آئے تو آپ ﷺنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات تمہارے کام سے بڑا خوش ہوا ۔پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجت مند ہوں اور جو اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔)

درج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ مہمان کا اکرام کرنے میں فراخ دلی سے کام لینا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کو بہت پسند ہے اور اللہ تبارک وتعالی اس عمل سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

۸۔ عدالتی فیصلوں میں رہنمائی:

ایک اور مسئلہ جو ان مرویات سے اخذ ہوتا ہے کہ سہواً قتل کرنے اور قتلِ عمد کی سزا میں فرق رکھا گیا ہے۔ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے :

قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِﷺ فَرُفِعَ ذَلِکَ إِلَى النَّبِيِّﷺ فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ لِلْوَلِيِّ أَمَا إِنَّهُ إِنْ کَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ فَکَانَ مَکْتُوفًا بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.[37]

(اللہ کے رسول ﷺکے عہد مبارک میں ایک شخص نے قتل کیا اس کا مقدمہ نبی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس مرد کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا گیا تو قاتل نے عرض کیا :اے اللہ کے رسول ﷺ!واللہ میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ قتل خطا ہوا تو اللہ کے رسول ﷺنے مقتول کے ولی سے فرمایا: سنو! اگر یہ سچا ہو اور پھر تم نے اسے قتل کر دیا تو تم دوزخ میں جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر ولی کے مقتول نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا چنانچہ وہ رسی سے گھسیٹتا ہوا نکلا تو اس کا نام رسی والا مشہور ہوگیا۔)

ہمارے ہاں قانون یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کی علیحدگی ہو جائے تو بچوں کو آخر والد کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے نبی ﷺنے جو فیصلہ فرمایا وہ بہت فطری اور پیش آسکنے والے ممکنہ مسائل سے بچانے والا تھا۔ ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے :

أَنَّ النَّبِيَّﷺ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ۔[38]

(رسول اللہ ﷺنے ایک بچے کو اختیار دیا چاہے تو باپ کے ساتھ رہے اور چاہے تو ماں کے پاس۔)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور اس کا ہر فیصلہ ، تمام احکامات اور ساری تعلیمات فطری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

۹۔ آدابِ زندگی پر رہنمائی:

عصرِ حاضر میں بوجوہ ہمارے رویوں میں شدت پسندی کا عنصر واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ جبکہ اسلام رویوں میں نرمی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ اور چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنْ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِﷺ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔[39]

(رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے، اقرع نے کہا کہ میرے پاس دس بچے ہیں، میں نے کبھی ان کا بوسہ نہیں لیا، تو رسول اللہ ﷺنے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔)

اس سے ثابت ہوا کہ چھوٹے بچوں سے انتہائی شفقت اور نرمی،محبت سے پیش آنا چاہیے اور اپنے دل میں ہمدردی پیدا کرنی چاہیے۔

ہمارے معاشرے میں قربانی کے جانور کا بہت خیال رکھا جاتا ہے اور اسے ایک مقدس جانور سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ذیل میں دی گئی حدیثِ مبارکہ سے یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے کہ قربانی کے جانوروں کو اسلام نے اس قدر مقدس قرار نہیں دیا کہ ہم ان سے باربرداری کا کام لینا ہی چھوڑ دیں۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ۔[40]

(رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہنکائے جارہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تم اس پر سوار ہوجا ؤ۔اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺیہ تو قربانی کا اونٹ ہے آپ نے دوسری بار یا تیسری بار میں فرمایا کہ تیری خرابی ہو تو سوار ہوجا۔)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپﷺ کے حکم میں سرا سر بھلائی ہے اس میں شک و شبہ،تردد کی بالکل گنجائش

نہیں ہے۔

۱۰۔متفرق مسائل میں رہنمائی:

بیماری ایک آزمائش کا نام ہے اور یہ ایک مسلمان کے لیے خیرو برکت کا باعث بھی ہوتی ہے۔ عام طور پہ دیکھا جاتا ہے کہ ذرا سی تکلیف پر بے صبری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے رسولﷺ نے ایک ایسے شخص کو رسول اللہﷺ نے خوش خبری دی جو بخار میں تھا۔ سیدناابو ہریرۃؓ رسول اللہﷺسے روایت ہے :

أَنَّهُ عَادَ مَرِيضًا وَمَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ وَعْكٍ كَانَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ أَبْشِرْ فَإِنَّ اللہَ يَقُولُ هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنْ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ۔[41]

(نبی ﷺنے ایک بیماری کی عیادت کی۔ ابوہریرہ ؓآپ ﷺکے ساتھ تھے۔ اس مریض کو بخار تھا۔ رسول اللہ ﷺنے فرمایا خوشخبری سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بخار میری آگ ہے میں اسے اپنے مومن بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں کہ یہ آخرت کی آگ کی متبادل ہو جائے ۔)

درج بالا حدیث سے پتہ چلا کہ اگر انسان کو دنیا میں کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہو اور وہ اس میں اللہ تعالی سے ثواب کی امید رکھے تو وہ مشقت اس کے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔

ان مرویات سے ایک بات یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ سامنے نہیں تھوکنا چاہیے اور نہ اپنی دائیں جانب تھوکنا چاہیے۔ آجکل تو اس بات کا ذرا بھی دھیان نہیں رکھا جاتا ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا فَقَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔[42]

(رسول اللہ ﷺنے ایک مرتبہ مسجد کی دیوار میں کچھ بلغم دیکھا تو آپ نے کنکریاں لے کر اسے رگڑ دیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بلغم تھوکے تو نہ اپنے منہ کے سامنے تھوکے نہ اپنی داہنی جانب، بلکہ بائیں جانب یا اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔)

مندجہ بالا حدث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو خود بھی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے اور اپنے ادر گرد کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔

خلاصہ:

یہ آرٹیکل بعنوان ’مسند ابو ہریرہ کے مضامینِ سیرت پرمشتمل ہے۔ سیدنا ابو ہریرۃؓ ایک جلیل القدر صحابئ رسول ہیں۔ان کا اسمِ گرامی صحابہ کرامؓ میں جو مرویات کو بکثرت بیان کرتے ہیں سرِ فہرست ہے۔ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔اس میں سیدنا ابو ہریرۃؓ کا تعارف اور ان کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کیے

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

گئے ہیں۔ سیرت سے متعلق مختصر بیان کیا گیا جس میں سیرت کا تعارف، اور اس کے مآخذ کے بارے میں بیان شامل ہے۔ علاوہ ازیں کتبِ احادیث کو بطور مآخذِ سیرت شامل کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ مختلف کتبِ حدیث میں سے مسند ابو ہریرۃؓ کی احادیث بیان کی گئیں جن کا تعلق رسول اللہﷺ کی سیرت طیبہ سے ہے۔ ان میں درج ذیل مضامین شامل کیے گئے اور ان سے رہنمائی کی صورتیں بیان کی گئی ہیں

۱۔ پاکیزگی کے متعلق مروویاتِ سیرت
۲۔ نماز کے متعلق مروویاتِ سیرت
۳۔ جنائز کے متعلق مرویات سیرت
۴۔ زکاۃ کے متعلق مرویات سیرت
۵۔ حج کے متعلق مرویات سیرت
۶۔ جہاد کے متعلق مرویات سیرت
۷۔ خریدو فروخت کے متعلق مرویات سیرت
۸۔ کھانے کے بارے میں مروویاتِ سیرت
۹. پینے کے بارے میں مرویاتِ سیرت
10. عدالتی فیصلوں کے بارے میں مرویاتِ سیرت
۱۱۔ دیگر آدابِ زندگی کے بارے میں مرویاتِ سیرت
۱۲۔ معجزاتِ رسولﷺ کے بارے میں مرویات
۱۳. متفرق مرویکتِ سیرت

<u>حوالہ جات:</u>

---

[1] ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (دارالجلیل بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) ۲/۸۰۔

[2] ترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی السنن (داراحیاء التراث العربی بیروت) ۵/٦٨٦، رقم الحدیث ۳۸۴۰۔

[3] شعیب سرور ، مولانا ، حضرت ابو ہریرہ کے سو قصّے(بیت العلوم لاہور) ص: ۲۰۔

[4] ابن سعد، ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع ابو عبداللہ البصری الزہری، الطبقات الکبریٰ (دارالصادر، بیروت) ۱/۳۵۳۔

---

5 . احمد بن حنبل، امام السنہ، المسند (موسسۃ الرسالۃ ، الطبعتہ الثانیۃ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) ۳۴۹/۴، رقم الحدیث ۱۴۶۵۴۔
6 . ترمذی، السنن، ۶۸۳/۵، رقم الحدیث ۳۸۳۶۔
7 . ذھبی، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء،(موسستہ الرسالہ بیروت، الطبعہ الحادیہ و عشرۃ ۱۴۱۷ھ) ۵۹۹/۲۔
8 . ابن حجر،احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ،(الطبعہ الاولی، دارالجلیل بیروت، ۱۴۱۲ھ) ۴۴۰/۷۔
9 . ترمذی،السنن،۶۸۳/۵،رقم الحدیث:۳۸۳۳۔
10 . ابن حجر ،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۳۳۲/۷۔
11 . ذھبی،سیر اعلام النبلاء،۵۹۸/۲۔
12 . ابن کثیر،ابو الفداء اسماعیل بن عمر ،البدایۃ والنہایۃ(دار احیاء التراث العربي ،بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)۱۱۳/۸۔
13 . ابن حجر ،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۴۳۲/۷۔
14 . ابن حجر ،فتح الباری،۷۶/۷۔
15 . ذھبی،سیر اعلام النبلاء،۶۲۶/۲۔
16 . فیروز الدین ،مولوی،فیروزاللغات (فیروز سنز،لاہور،طبع اول ۲۰۰۵ء)ص:۸۷۴۔
17 . طٰہٰ (۲۰)۲۱۔
18 . پروفیسر غلام رسول چیمہ، سیرت سید البشر(علم و عرفان پبلیشرزلاہور، ۲۰۰۳) ص: ۱۳۔۱۳۔
19 . الاحزاب(۳۳) ۲۱۔
20 . علامہ اقبالؒ،ڈاکٹر،بانگ درا (خزینہ علم وادب لاہور) ص:۱۳۲۔
21 . ظفر ، عبدالرؤف ، ڈاکٹر ، اسوۂ کامل (لاہور ، نشریات ، طبع اوّل ۲۰۰۹ ء) ص : ۵۶۔
22 . المدثر(۷۴)۳۔۵۔
23 . نسائی، احمد بن شعیب،السنن(مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بیروت حلب الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء)۴۵/۱،رقم الحدیث:۵۰۔
24 . بخاری ،محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ،الجامع الصحیح (دار ابن کثیر،الیمامۃ بیروت،الطبعۃ الثالثۃ ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) ۷۰/۱، رقم الحدیث: ۱۵۳۔
25 . ایضاً ، ۲۳۱/۱،رقم الحدیث:۶۱۸۔
26 . بخاری،الجامع الصحیح ، ۲۶۳/۱،رقم الحدیث:۷۲۴۔
27 . ابوداؤد، سلیمان بن اشعث،السنن(المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت)۲۱۱/۳،رقم الحدیث:۳۲۰۱۔
28 . ایضاً، ۲۱۸/۳،رقم الحدیث:۳۲۳۳۔
29 . البقرۃ (۲)۱۱۰۔
30 . بخاری،الجامع الصحیح،۵۴۱/۲،رقم الحدیث:۱۴۱۴۔
31 . الانفال(۹) ۶۵۔
32 . ابوداؤد،السنن،۴۴/۳،رقم الحدیث:۲۶۴۰۔
33 . بخاری،الجامع الصحیح،۱۰۲۶/۳،رقم الحدیث:۲۶۳۳۔
34 . مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح(دار احیاء التراث العربی بیروت ،الطبعۃ الثانیہ ۱۳۲۹ھ)۱۲۲۵/۳،رقم الحدیث:۱۶۰۱۔
35 . ابوداؤد،السنن،۲۷۲/۲،رقم الحدیث:۳۴۵۲۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.212-229
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com.editor@gjmsweb.com

---

36 . بخاری،الجامع الصحیح،۳۴/۵،رقم الحدیث:۳۷۹۸۔
37 . ابوداؤد،السنن،۱۶۹/۴،رقم الحدیث:۴۴۹۸۔
38 . ترمذی، محمد بن عیسیٰ ، ابو عیسیٰ،جامع الترمذی(دار الغرب الاسلامی، بیروت ،۱۹۹۸ء)،۳۱/۳،رقم الحدیث:۱۳۵۷۔
39 . بخاری،الجامع الصحیح ،۲۲۳۵/۵،رقم الحدیث:۵۶۵۱۔
40 . ایضاً ،۲۲۸۰/۵،رقم الحدیث:۵۸۰۸۔
41 . ترمذی،السنن،۴۱۲/۴،رقم الحدیث:۲۰۸۸۔
42 . بخاری،الجامع الصحیح،۹۰/۱،رقم الحدیث:۴۹۰۔